فلسطين
حركة المقاومة الإسلامية - حماس

ہمارا بیانیہ

آپریشن طوفان الاقصیٰ

شعبہ نشر واشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے

ہمارے اُولو العزم فلسطینی عوام

عرب اور ملت اسلامیہ

دنیا میں حریت، انسانی وقار اور انصاف کے علم بردار آزاد لوگو

غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے میں اسرائیلی جارحیت بلا روک ٹوک جاری ہے۔ ہمارے عوام نے اس دوران میں آزادی، وقار اور جرأت کے ساتھ طویل ترین قبضے کے خلاف ثابت قدم رہنے کا جو مظاہرہ کیا ہے، اس دوران میں انہوں نے بہادری، شجاعت اور عزیمت کے بے مثال مظاہرے ہی نہیں کیے، بل کہ ایسی تاریخ رقم کی ہے جس نے قابض فوجوں کی آگ اگلتی جنگی مشین اور جارحیت کا جواب اپنے حریت کردار سے دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے عوام اور دنیا بھر کی آزاد اقوام کے سامنے سات اکتوبر 2023 کی سچائی اور اس دن شروع کیے جانے والے طوفان الاقصیٰ آپریشن کے مقاصد اس کے وسیع پس منظر اور حالیہ تناظر میں پیش کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ سچ کو جھٹلانے کے لئے اسرائیلی ہتھکنڈوں کو بھی واضح کریں جن کا واحد مقصد فلسطینی جدوجہد کو جھٹلانا اور ناجائز قبضے کو آگے بڑھانا ہے۔

آئنیہ ترتیب

اول: آپریشن طوفان الاقصیٰ کیوں؟ 3

دوم: آپریشن طوفان الاقصیٰ کے واقعات اور اسرائیلی الزامات پر ردعمل 7

سوم: شفاف غیر جانب دار تفتیش ۔ وقت کی ضرورت 11

چہارم: حماس کو جانیے؛ دنیا سے اپیل 13

پنجم: وقت کی ضرورت 15

اول
آپریشن طوفان الاقصیٰ کیوں؟

1. فلسطینی عوام نے قبضے اور نوآبادکاری کے اسرائیلی اقدامات کے خلاف اپنی جنگ محض سات اکتوبر سے شروع نہیں کی، اس کی تاریخ صہیونی قبضے کے خلاف محض کش مکش سے عبارت نہیں ہے۔ یہ باقاعدہ جنگ ہے جو گذشتہ 105 سال سے ہو رہی ہے۔ اس میں صہیونیت کے خلاف 75 سالہ جنگ کے ساتھ ساتھ برطانوی نوآبادیات کے 30 سال بھی شامل ہیں۔ 1918ء میں فلسطینی اپنی سرزمین کے 98.5 فیصد حصے پر آباد تھے۔ فلسطین کی آبادی کے 92 فیصد مکین فلسطینی تھے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس ترتیب کو بگاڑنے میں دو عوامل نے کام کیا۔ پہلا عامل برطانوی نوآبادیات اور دوسرا عامل صہیونی تحریک تھی۔ یہودی دنیا بھر سے وسیع تر ہجرت کے ذریعہ فلسطین لائے گئے۔ یہ مذکورہ عوامل کی مدد سے چھ فیصد سرزمین پر 1948ء سے قبل لائے گئے تھے۔ اس سال فلسطین کی تاریخی سرزمین پر صہیونی موجودگی کا اعلان ایک خطے کے طور پر کیا گیا۔ یہی موقع تھا جب مقامی آبادی کو حق استصواب سے محروم کر دیا گیا اور صہیونی گینگ فلسطینی عوام کی نسلی صفائی کی مہمات پر نکل کھڑے ہوئے۔ ان کی اس مہم جوئی کا ایک ہی مقصد تھا کہ فلسطینیوں کو ان کے علاقوں اور زمینوں سے نکال باہر کیا جائے۔ اس مہم میں انہوں نے فلسطین کے 77 فیصد حصے سے انہیں نکال دیا۔ اس طرح فلسطینی آبادی کے 57 فیصد حصے کو ان کے گھروں، علاقوں اور زمینوں سے جبری بے دخل کر دیا۔ اس مہم میں 500 سے زیادہ فلسطینی دیہات اور قصبے تباہ کر دیے گئے۔ اس کام کو کرتے ہوئے درجنوں قتل عام کیے گئے۔ یہ سلسلہ 1948 میں فلسطین کی سرزمین میں صہیونی خطے کی صورت میں سامنے لایا گیا۔ مزید برآں، جارحیت جاری رکھتے ہوئے 1967ء میں اسرائیلی افواج نے فلسطین کے باقی رہ جانے والے حصے پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان میں غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ مقبوضہ بیت المقدس [یروشلم] پر بھی قبضہ جما لیا۔ فلسطین کے اردگرد کے عرب علاقے اس کے علاوہ تھے۔

2. ان طویل عشروں میں فلسطینی زندگی اور عوام کو غاصبانہ قبضے سے ابھرتی ناانصافی، بنیادی حقوق کے مسلسل غصب کیے جانے اور اسرائیلی نسلی پرستی اور اس پر مبنی پالیسوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اسی کی ایک مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ غزہ کی پٹی کے محاصرے کا آغاز 2007ء سے ہوا۔ اس محاصرے کی شدت کا آزاد دنیا نے بھی مشاہدہ یوں کیا کہ ایک آزاد پرندہ بھی اپنے پر پھڑپھڑا نہیں سکتا تھا۔ اس محاصرے کو 17 سال بیت گئے تھے۔ یوں غزہ کی پٹی دنیا میں سب سے بڑی اوپن ائر جیل کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ غزہ کے عوام کو ان برسوں میں جنگوں اور جارحیت کے تسلسل سے ارتکاب کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں اسرائیل ہمیشہ حملہ آور کے طور پر سامنے آیا۔ غزہ کے عوام نے 2018 میں غزہ میں مارچ آف ریٹرن کا آغاز کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیل نے غزہ کی جس طرح بے رحمانہ ناکہ بندی کر رکھی تھی، لوگوں کو تکلیف دہ حالات اور غیر انسانی کیفیت سے دوچار کر رکھا تھا، اس پر احتجاج کیا جائے اور اپنی سرزمین پر واپسی کے حق کا جائز مطالبہ کیا جائے۔ اسرائیل نے اس پر طاقت کا اندھا دھند استعمال کیا۔ ان مظاہروں کے جواب میں ننگی جارحیت کا ارتکاب کیا اور 360 فلسطینیوں کے قتل عام کے علاوہ 19 ہزار افراد کو زخمی کر دیا۔ محض چند مہینوں میں اس تعداد کے ساتھ ساتھ پانچ ہزار سے زیادہ بچوں کو بھی زخمی کر دیا گیا۔

3. سرکاری اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جنوری 2000 اور ستمبر 2023 کے درمیانی عرصے میں قابض اسرائیلی افواج نے نہ صرف 11299 فلسطینی شہید کیے بل کہ 156768 کو زخمی کیا گیا۔ ان کی غالب تعداد شہریوں پر مشتمل تھی۔ گذشتہ برسوں میں فلسطینی عوام کے خلاف روا رکھی جانے والی ان پے در پے کارروائیوں کا امریکی حکومت اور اس کے اتحادیوں نے ذرہ بھر نوٹس نہیں لیا۔ بجائے اس کے وہ اسرائیلی جارحیت کا دفاع کرتے رہے۔ انہوں نے سات اکتوبر کو مارے جانے والے اسرائیلی فوجیوں پر افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ جاننے کی زحمت گوارا نہ کی کہ اس روز کیا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ ضرور کیا کہ وہ اسرائیلی بیانیے کی حمایت میں کھڑے ہو گئے جس میں دعویٰ کیا گیا کہ فوجیوں کے بجائے شہری مارے گئے تھے۔ فلسطینی عوام کے قتل عام کے لیے امریکہ نے نہ صرف مالی امداد اسرائیل کو دی بل کہ پوری فوجی سپورٹ بھی فراہم کی۔ وہ غزہ کی پٹی میں بے دریغ جارحیت کی پشت پر کھڑے ہو گئے۔ غزہ کے عوام پر حملوں کا مشاہدہ اور نظارہ کرتے رہے۔ اب بھی امریکی حکام اس حقیقت سے نگاہیں چرائے ہوئے ہیں کہ کس بہیمانہ انداز میں غزہ والوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

4. اسرائیلی جارحیت اور بہیمیت کو دستاویزی شکل میں سامنے لانے والوں میں نہ صرف اقوام متحدہ کے بہت سے ادارے اور بین الاقوامی سطح پر حقوق انسانی کے ادارے شامل ہیں اور ان میں ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ نمایاں ہیں بل کہ خود اسرائیلی حقوق انسانی کے گروپ بھی ان خلاف ورزیوں کو دستاویز کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ تاہم ان تمام تنظیمات اور اداروں کی رپورٹوں کو مسلسل بڑی ڈھٹائی سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اب بھی اسرائیل کسی بھی فورم پر جوابدہ نہیں ٹھہرایا گیا۔ اس کی ایک مثال 29 اکتوبر 2021ء کو سامنے آئی۔ اقوام متحدہ میں اسرائیلی مندوب جیلاڈ اروان نے اس عالمی ادارے کا یوں مذاق اڑایا اور ایک رپورٹ جنرل اسمبلی اجلاس میں پھاڑ دی جو یو این حقوق انسانی نے تیار کی تھی۔ اس نے رپورٹ کے ٹکڑے فضا میں لہرا دیے اور چلا گیا۔ اس کے باوجود اسے اگلے ہی سال 2022ء میں جنرل اسمبلی کا نائب صدر بنا دیا گیا۔

5. امریکی حکومت اور اس کے مغربی اتحادیوں نے اسرائیل پر ہمیشہ سے دست شفقت رکھا ہوا ہے، وہ اسے قانون سے بالا تر سمجھتے ہیں۔ قبضے کو طویل تر بنانے اور بہ ظاہر دوام دینے کے لیے جب بھی ضرورت پڑتی ہے، اسے ڈھال فراہم کرتے ہیں۔ یہ پالیسی فلسطینیوں پر اسرائیل کے بار بار کریک ڈاؤن کی صورت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے اسرائیل کو یہ مواقع دیے جاتے ہیں تاکہ وہ فلسطینی سرزمین پر زیادہ سے زیادہ غاصبانہ قابض ہوتا رہے۔ مقدس مقامات کو یہودیانے اور ان کی پامالی کا مرتکب ہوتا رہے۔ اس کے باوجود اپنی جگہ یہ بھی حقیقت ہے کہ گذشتہ 75 برسوں میں اسرائیل نے ان تمام 900 سے زیادہ قراردادوں کو یکسر نظر انداز کیا ہے جو اقوام متحدہ نے فلسطینی عوام کے حق میں منظور کیں۔ اس نے ان پر عمل درآمد سے انکار کر دیا۔ مزید یہ کہ امریکہ نے اس دوران میں اسرائیلی پالیسیوں اور مذمت کی خاطر پیش ہونے والی قراردادوں کو ویٹو کیا ہے، اس کے اتحادی ممالک نے اس کا ساتھ دیا ہے۔ اس طرح وہ سب اسرائیل کے جرائم میں ان کے پورے شراکت دار کے طور پر سامنے آتے رہے ہیں۔ اس وجہ سے فلسطینی عوام کے دکھ اور کرب میں بار بار اضافہ ہوا ہے۔

6. آبادکاری کے پرامن عمل کی اصلیت جاننا بھی دنیا کے لئے ضروری ہے۔ تنظیم آزادی فلسطین [پی ایل او] اور اسرائیل نے 1993ء میں اوسلو معاہدے پر دستخط کیے۔ کہا گیا کہ ایک آزاد فلسطینی ریاست قائم کی جائے گی جس میں غزہ اور مغربی کنارے کے علاقے شامل کیے جائیں گے۔ اسرائیل نے منظم مہم جوئی سے ہر اس امکان کو ختم کیا اور یہودی بستیاں ان علاقوں میں تعمیر کرتا چلا گیا۔ ان مقاصد کے لیے فلسطینی زمین پر مسلسل قبضے کیے گئے، ان علاقوں کو بری طرح یہودی رنگ میں رنگنے کا سلسلہ روا رکھا گیا۔ یہ کارروائیاں مغربی کنارے اور یروشلم میں جاری رکھی گئیں۔ اس غاصبانہ عمل کی پشت پناہی کرنے والے جملہ عوامل تیس برسوں میں اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ صورت حال جوں کی توں ہے۔ فلسطینیوں کو اس کے ہولناک نتائج کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

اسرائیلی حکام نے بار بار اس امر کا اظہار کئی مواقع پر کیا ہے کہ فلسطینی ریاست کا قیام ممکن ہی نہیں ہے۔ آپریشن طوفان الاقصیٰ سے صرف ایک ماہ قبل جنرل اسمبلی کے اجلاس میں اسرائیلی وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو نے ایک منصوبہ پیش کیا۔ اسے ’’نیو مڈل ایسٹ‘‘ کا عنوان دیا گیا۔ اس کے مطابق اسرائیل میں دریائے اردن سے لے کر بحیرہ روم تک کے تمام خطے شامل کر دیے جائیں گے۔ اس میں مغربی کنارہ اور غزہ کی پٹی بھی شامل ہوں گے۔ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں پوری دنیا گنگ بیٹھی اس کی تقریر سنتی رہی۔ اس تقریر سے اسرائیل اپنی رعونت کے ساتھ سامنے آیا جس نے فلسطینیوں کے حقوق انسانی سے یکسر لاتعلقی کا بھی اعلان کیا۔

7. طویل تر 75 برسوں کے اس قبضے اور اس کے دیے زخموں، اس سرزمین کی آزادی، فلسطینیوں کی واپسی کے لیے کیے جانے والے جملہ اقدامات کی مکمل ناکامی اور نام نہاد عمل برائے امن کی تباہ کن ناکامی کے بعد دنیا **فلسطینی عوام سے کیا توقع رکھتی ہے کہ وہ ذیل میں بیان کیے گئے حالات کے رد عمل میں کیا کرے؛ ذرا ایک نگاہ اس پر ڈالنا مناسب ہو گا:**

- مقدس مسجد اقصیٰ کو یہودیانے کے منصوبے ایک تسلسل سے جاری ہیں۔ اس کا ہیکل میں بدلنے اور حصے بخرے کرنے کا عمل کیا جا رہا ہے۔ اس مقدس مسجد میں آبادکاروں کے داخلے کے واقعات اور بے حرمتی کے اقدامات میں ایک مخصوص سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔

- مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس کے علاقوں کو بالکل ناجائز طور پر اسرائیل میں ضم کرنے کے نہ رکنے والے اقدامات اسرائیل کی انتہا پرست دائیں بازو کی حکومت کرتی رہتی ہے۔ ان علاقوں کو نام نہاد "اسرائیلی حاکمیت" میں شامل کیا جانا مقصود ہے اور یہاں سے فلسطینی آبادیوں کو جبرا نکالنے کا اقدام اسرائیلی حکام کے پاس ہمیشہ موجود رہتا ہے۔
- اسرائیلی جیلوں میں ہزاروں کی تعداد میں فلسطینی نظر بند رکھے گئے ہیں۔ ان کو ان کے بنیادی انسانی حقوق سے ہی محروم نہیں رکھا جا رہا ہے بل کہ ان پر اسرائیلی وزیر اتیمار بن گویر کے ایماء پر باقاعدہ حملے کیے جاتے ہیں۔ ان نظر بندوں کو ہر طرح سے بے بس اور پامال کیا جاتا ہے۔
- گذشتہ 17 برسوں سے غزہ کی مکمل اور غیر منصفانہ فضائی، سمندری اور بری ناکہ بندی کی جا رہی ہے۔
- ایک غیر معمولی سطح پر پورے مغربی کنارے میں اسرائیلی بستیوں کا سلسلہ دراز کر دیا گیا ہے۔ یہاں لائے گئے آبادکار یہودی مقامی فلسطینیوں پر پرتشدد حملے کرتے ہیں اور ان کی جائیداد اور زمین تک پر وہ قابض ہو جاتے ہیں۔
- پناہ گزین کیمپوں میں آج بھی 70 لاکھ فلسطینی کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے گیے ہیں۔ یہ وہی فلسطینی ہیں جن کے آباء واجداد کو 75 برس پہلے ان کے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔
- بین الاقوامی برادری یہاں مکمل ناکامی سے دوچار ہے۔ سپر پاورز کی اشیر باد سے فلسطینی ریاست کے قیام کو روکا گیا ہے۔

ان تمام حالات کے باوجود فلسطینی عوام سے کیا توقع کی جا رہی ہے؟ کیا وہ محض انتظار کرتے رہیں، اقوام متحدہ کی طرف نگاہیں جمائے تماشائی بنے رہیں؟ یا پھر اپنے لوگوں، اپنی سرزمین۔ اپنے حقوق اور مقدسات کے تحفظ کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ وہ بہ خوبی جانتے ہیں کہ اپنا دفاع کرنا ایسا حق ہے جس کا بین الاقوامی قانون، ہر اصول اور کنونشن ان سے وعدہ کرتا ہے۔

ان حالات کے تناظر میں سات اکتوبر کو شروع کیا گیا آپریشن طوفان الاقصیٰ ہی راست اقدام ہے۔ یہ ایک ضروری قدم تھا، جو اٹھایا گیا۔ فلسطینیوں کے خلاف ہر طرح کی سازشوں کا جواب یہی بنتا ہے جو دیا گیا تھا۔ فلسطینی کاز کے لیے اس کا جواز یہی پس منظر ہے۔ یہ ایک مدافعانہ قدم تھا تاکہ جاری اسرائیلی قبضے سے چھٹکارا پایا جائے، اپنے حقوق حاصل کیے جائیں۔ دنیا کے آزاد انسانوں کی طرح یہی آزادی اور نجات کا راستہ ہے۔

دوم

آپریشن طوفان الاقصیٰ کے واقعات اور اسرائیلی الزامات پر رد عمل

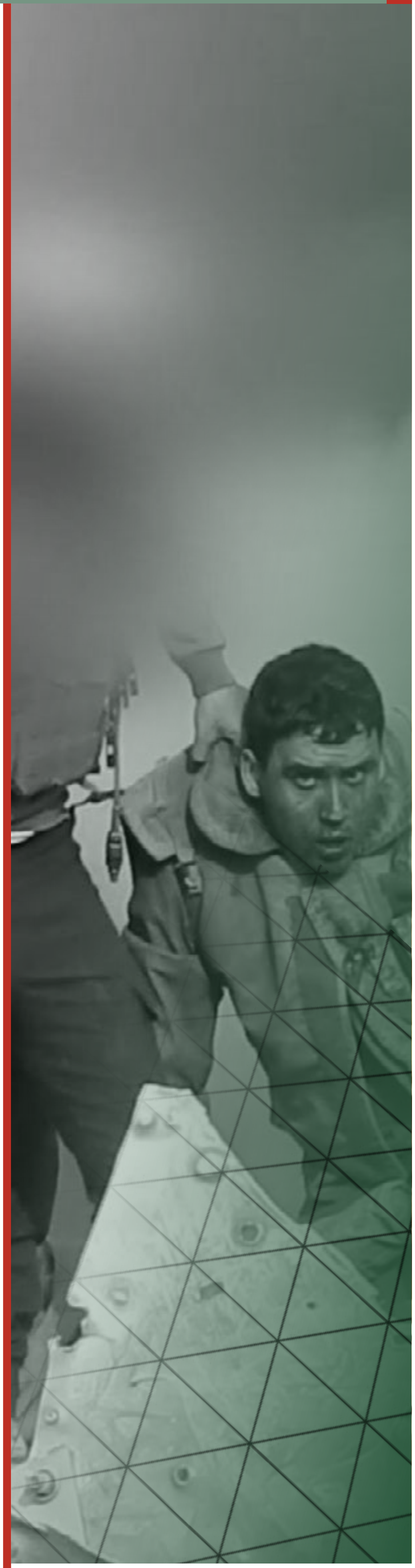

اسرائیل کے من گھڑت الزامات اور دھمکیوں سے آپریشن الاقصیٰ کے منظر سے غائب کرنے کے ایک یک طرفہ عمل کے بارے میں ہم اسلامی تحریک مزاحمت ۔ حماس۔ کی طرف سے وضاحت کرتے ہیں کہ:

1. سات اکتوبر کو آپریشن الاقصیٰ اسرائیل کے فوجی مقامات کو ہدف بناتے ہوئے شروع کیا گیا اس کا مقصد دشمن افواج کو گرفتار کرتے ہوئے دباؤ ڈالنا تھا کہ اسرائیلی حکام کو مجبور کیا جائے کہ جیلوں میں قید ہزاروں فلسطینی شہریوں کو رہا کرے۔ یہ عمل قیدیوں کے تبادلے کی صورت میں کیا جائے اس لیے آپریشن میں توجہ اس پر مرکوز کی گئی کہ غزہ کے ارد گرد موجود اسرائیلی غزہ ڈویژن کو ہدف بناتے ہوئے ان کے فوجی مقامات پر حملے کیے جائیں۔

2. شہریوں بالخصوص بچوں اور عورتوں کو کسی بھی نقصان سے محفوظ رکھا جائے۔ عمر رسیدہ افراد کو ہدف نہ بنایا جائے۔ یہ ہماری دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ القسام بریگیڈ کے تمام جنگجوؤں کو خصوصی طور پر اس کا پابند کیا گیا ہے۔ ہم اپنے عزم کو پھر سے بیان کرتے ہیں کہ فلسطینی مزاحمت ہر اعتبار سے منظم ہے اور ہم مزاحمت کی اسلامی اقدار کے بھی پابند ہیں۔ اسی لیے آپریشن کے دوران میں صرف فوجیوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ جو کوئی بھی ہتھیار بند ہو کر مقابلے پر آئے گا، اس سے لڑیں گے۔ ہمارے لیے لازمی ہے کہ اس معرکے میں ہم شہری زندگی کو محفوظ رکھیں گے، اس پر حملے نہیں کریں گے۔ ہم اس بات کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس موجود اسلحہ نہایت کوشش کے باوجود استعمال ہو سکتا ہے۔ مزید برآں ہمیں کہیں شہریوں کو بالکل ناگزیر حالات میں نشانہ بنانا پڑا بھی تو یہ محض حادثاتی ہو گا۔ ایسا واقعہ قابض افواج سے سامنا کرتے ہوئے پیش آ سکتا ہے۔

تحریک حماس نے 1987ء سے اب تک ہمیشہ شہریوں کو کسی طرح کے نقصان سے محفوظ رکھا ہے۔ 1994ء میں صہیونی مجرم باروخ گولڈ سٹائن نے ابراہیمی مسجد میں نمازیوں کا قتل عام کیا تھا۔ یہ واقعہ مقبوضہ شہر الخلیل میں ہوا تھا تب تحریک حماس نے برملا یہ اعلان کیا تھا کہ تمام فریقوں کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کے برعکس حماس شہریوں کو ضرر نہیں پہنچائے گی لیکن قابض افواج نے اس کے برعکس عمل جاری رکھا۔ اس نے اس ضمن میں کیے اپنے وعدوں کا بھی پاس نہیں کیا۔ حماس کی طرف سے وعدوں پر عمل کا بار ہا اظہار کیا جاتا رہا۔ صد افسوس کہ قابض اسرائیلی افواج مسلسل اور جان بوجھ کر فلسطینی شہریوں پر نہ صرف حملے کرتی رہی بل کہ ان کے بے دریغ اور بلا اشتعال قتل کے عمل سے بھی باز نہ آئیں۔

3. آپریشن الاقصیٰ کے دوران ممکن ہے کہ بعض غلطیاں اس وجہ سے رونما ہوئی ہوں گی کہ اس دوران میں اسرائیل کا سلامتی کا نظام فوجی اعتبار سے بری طرح متاثر ہوا۔ اس عرصے میں غزہ کی سرحد کے ساتھ ساتھ بدنظمی دیکھنے میں آئی۔

اس امر کی تصدیق بہت سے ذرائع نے بھی کی ہے کہ تحریک حماس کے اقدامات مثبت سوچ کا مظہر رہے۔ تمام شہریوں کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کیا گیا۔ ایسے شہریوں کو غزہ میں ہی رکھا گیا۔ پیش نظر یہی تھا کہ ان کو رہا کیا جائے گا۔ ان کو جارحیت کے ابتدائی دنوں میں گرفتار کیا گیا تھا۔ انسانی بنیادوں پر ہونے والی ابتدائی جنگ بندی میں یہی عمل کیا گیا۔ ان شہریوں کو فلسطینی خواتین اور بچوں کے تبادلے میں رہا کر دیا گیا تھا۔

4. قابض اسرائیل نے سات اکتوبر سے ہی القسام بریگیڈز پر الزام تراشی کا آغاز کر دیا تھا کہ اس نے اسرائیلی شہریوں کو نشانہ بنایا ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور خود ساختہ قصے کہانیاں تھیں۔ ان کا ذریعہ اسرائیلی حکام کا جھوٹا بیانیہ تھا کہ کسی آزاد ذرائع نے ان کی کبھی تصدیق نہیں کی۔ یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ اسرائیلی سرکاری بیانیے سے فلسطینی مزاحمت کو بڑھا چڑھا کر غلط رنگ میں پیش کیا گیا۔ اس کی آڑ میں غزہ پر اپنی جارحیت کو جواز دینے کی سازش کی گئی۔

اسرائیلی الزامات کی حقیقت ذیل میں دی گئی تفصیلات سے کھل کر سامنے آ جاتی ہے:

- سات اکتوبر کے دن کے ویڈیو کلپس دیکھے جائیں۔ خود اسرائیلیوں کے بیانات تصدیق کرتے ہیں کہ یہ بیانات القسام بریگیڈز نے بعد میں جاری کیے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ القسام بریگیڈز نے شہریوں کو کبھی نشانہ نہیں بنایا۔ بہت سے اسرائیلی خود ان کی افواج کی بے دریغ فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔ یہ واقعات قابض فوج اور پولیس کی بد حواسی سے رونما ہوئے ہیں۔
- فلسطینی فائٹرز کے ہاتھوں 40 ننھے بچوں کو ذبح کیے جانے کے بالکل جھوٹے افسانے کا بھی پول کھل گیا جب خود اسرائیلی ذرائع نے ایسے کسی بھی واقعہ کو بے بنیاد قرار دے کر مسترد کر دیا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ محض مغربی میڈیا ذرائع نے اس افسانے کو پھیلایا۔
- تحریک حماس نے اس نوعیت کے الزامات کو سختی سے مسترد کر دیا جن میں فلسطینی فائٹرز کے بارے میں یہ کہا گیا

کہ وہ اسرائیلی خواتین کی عصمت دری کے مرتکب ہوئے۔ اس بارے میں یکم دسمبر 2023ء کو Mondoweiss نامی نیوز ویب گاہ نے اپنی ایک رپورٹ میں سات اکتوبر کو اسرائیلی خواتین کی اجتماعی عصمت دری سے متعلق حماس فائٹرز پر لگائے گئے الزام کو قطعی طور پر بے بنیاد قرار دیا۔ اس الزام کا مقصد غزہ میں جاری فلسطینیوں کے بے رحمانہ قتل عام سے دنیا کی توجہ ہٹانا ہے۔

- اسرائیل کے ہی اخبار یدیعوت احرونوت نے 10/اکتوبر اور عبرانی روزنامہ ہارٹز نے 18/نومبر کو یہ خبریں شائع کیں کہ اسرائیلی شہریوں کا اس وقت قتل کیا جب وہ نووا میوزک میلے میں شریک تھے۔ یہ واقعہ غزہ میں پیش آیا اور اس میں 364 اسرائیلی شہری مارے گئے تھے۔ یہ فائرنگ ہیلی کاپٹر سے یہ اطلاع ملنے پر کی گئی کہ حماس کے جنگجو میلے میں گھس آئے ہیں۔ انہیں اس میلے کا کوئی علم پہلے سے نہ تھا یہ فائرنگ ان پر کی گئی اور نشانہ اپنے ہی شہری بنا دیے گئے۔ اخبار یدیعوت احرونوت نے کہا کہ غزہ سے فلسطینی فائٹرز کے مبینہ نفوذ کو روکنے کے لیے اور اسرائیلی شہریوں کو یرغمال بنا کر لے جانے کے خدشے کے تحت غزہ کے گرد 300 مقامات پر اسرائیلی فوج نے حملے کیے۔
- متعدد اسرائیلی رپورٹوں سے اس امر کی تصدیق ہوئی کہ خود اسرائیلی فوج کے چھاپے اور آپریشن اس نوعیت کے تھے جس میں ان کے ہی شہریوں کا قتل ہوا۔ ان حملوں میں یرغمال اسرائیلی شہری اور فلسطینی مارے گئے۔ قابض فوج نے مغربی کنارے میں ان گھروں پر بمباری کی جو یہودی آبادکاروں کے تھے۔ اسی طرح ان افواج نے اپنے ہی شہری ہلاک و زخمی کیے۔ قابض فوج کی ہینی بال (Hannibal) حکمت عملی تھی، جس کا نتیجہ ان ہلاکتوں کی صورت میں برآمد ہوا۔ اسرائیل اپنی انھی بدنام زمانہ حکمت عملیوں کی وجہ سے اپنی ایک مخصوص پہچان بنا چکا ہے۔ فوج کا اصول ہے کہ زندہ یرغمالی بنانے سے کہیں بہتر ہے کہ اسے مار دیا جائے تاکہ جیل میں اسے رکھنے کی بجائے ختم کر دیا جائے۔
- قابض حکام مسلسل اس تعداد میں فوجیوں کی ہلاکت میں رد وبدل کرتے آرہے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ اب تک 1400 فوجی اور شہری مارے گئے ہیں، کبھی بیان کرتے ہیں کہ یہ نمبر 1200 ہے۔ انہیں اپنے فوجیوں کی 200 لاشیں جلی ہوئی ملیں۔ یہ جلی ہوئی لاشیں درحقیقت ان بے گناہ فلسطینیوں کی تھیں جو اسرائیلی فوجیوں کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ان جنگجوؤں کو شہید کیا، انہوں نے فوجیوں کو نہیں بل کہ اپنے ہی شہریوں کو مارا۔ یہ سوختہ لاشوں والے فوجی اس لیے مارے گئے کیوں کہ وہ اسرائیلی فوج کے سات اکتوبر سے ہی باقاعدہ منصوبے تھے کہ شہریوں کو کیسے قتل کرنا ہے ان کو آگ اور اسرائیلی علاقوں کو آگ لگانی ہے یہ سب کچھ 7 اکتوبر کو کیا گیا۔
- غزہ پر مسلسل فضائی حملے جاری رکھے گئے ان کی وجہ سے 60 کے قریب یرغمال بنائے گئے اسرائیلی مارے گئے۔ اسرائیل کو غزہ میں اپنے یرغمالیوں کی کبھی بھی پرواہ نہیں تھی۔

5. یہ بھی حقیقت ہے کہ غزہ کے ارد گرد یہودی بستیوں میں آباد یہودی ایک بڑی تعداد میں ہر وقت مسلح رکھے گئے ہیں۔ ان کا تصادم فلسطینی جنگجوؤں سے سات اکتوبر کو ہوا۔ ان آبادکاروں کا شہریوں کے طور پر اندراج کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسے مسلح مرد تھے جو اسرائیلی فوج کے ساتھ جنگ میں شامل تھے۔

6. جہاں تک اسرائیلی شہریوں کا تعلق ہے یہ علم میں رہنا چاہیے کہ اسرائیل میں 16 برس کی عمر کے ہر نوجوان پر لازمی فوجی سروس کی ہمہ وقت تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ مرد ارکان کو 32 مہینے اور خواتین کو 24 مہینے فوج میں کام کرنا پڑتا ہے۔ ہر شہری ہر وقت ہتھیار اٹھا سکتا ہے اور رکھ سکتا ہے یہ اسرائیل کی سلامتی کے اصول کا حصہ ہے کہ افراد کو مسلح رہنا چاہیے اس طرح پورے اسرائیل کو ایسی فوج میں ڈھال دیا گیا ہے کہ جو 'فوج ملک کے ساتھ' کی عملی شکل ہے۔

7. اسرائیلی ذہنیت کا ایک خاصہ بھی ہے کہ شہریوں کو ظالمانہ طریقوں سے ہلاک کیا جائے۔ یہ طریقہ فلسطینی عوام کو ہر وقت خوفزدہ رکھنے کے لیے روا رکھا جاتا ہے۔ غزہ میں وسیع پیمانے پر فلسطینی عوام کا قتل عام اسی حکمت عملی کا شاخسانہ ہے۔

8. الجزیرہ نیوز چینل نے ایک دستاویزی پروگرام میں بتایا ہے کہ غزہ میں مہینے سے زیادہ کی جارحیت میں محض بچوں کی یومیہ شہادتیں اوسطاً 136 رہی ہیں۔ یوکرین میں یہی یومیہ تعداد روسی یوکرائنی جنگ میں صرف ایک بچہ رہی۔

9. جو حلقے اور افراد اسرائیلی جارحیت کی حمایت کر رہے ہیں وہ واقعات کے معروضی پہلو کو یکسر نظر انداز کر رہے ہیں وہ روزانہ کی بنیاد پر اسرائیلی حملوں میں ہونے والے قتل عام کو محض یہ کہہ کر جائز قرار دے رہے ہیں کہ جب حماس جنگجو نشانہ بنائیں جائیں گے تو شہری ہلاکتوں کا رونما ہونا کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ جب الاقصیٰ آپریشنز کی بات ہو تو وہ اس دلیل کو کچھ اور طرح سے بیان کر دیتے ہیں۔

10. ہمیں بھرپور اعتماد ہے کہ جب بھی اور کہیں بھی ان واقعات کی آزادانہ تحقیقات ثابت کر دیں گی کہ ہمارا موقف درست اور سچ ہے۔ ان تحقیقات سے ثابت ہو گا اسرائیلی الزامات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ ان سے یہ حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ ہسپتالوں پر اسرائیلی حملے کوئی ثبوت اور جواز نہیں رکھتے تھے۔ یہ محض زیب داستان ہی ہے کہ حماس کے فائٹرز نے ہستپالوں کو کمانڈ سنٹرز کے طور پر استعمال کیا۔ ایسا کہیں ثابت نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ مغربی میڈیا نے کہیں بھی ان سنٹرز کا وجود بھی رپورٹ نہیں کیا۔

سوم

شفاف غیر جانب دار تفتیش ۔ وقت کی ضرورت

1. فلسطین بین الاقوامی فوجداری عدالت [آئی سی سی] کا ایک رکن ہے۔ ایک ریاست کے طور پر اس نے 2015ء میں روم Statue کو اختیار کیا تھا۔ فلسطین نے جب یہ مطالبہ کیا کہ اسرائیل کے تازہ ترین جنگی جرائم کی تحقیقات کی جائیں جو اس نے ہماری سرزمین پر کیے ہیں، تو اپنی اسرائیلی ہٹ دھرمی اور استرداد کی نذر کر دیا گیا۔ اس کے جواب میں الٹا یہ کہا گیا کہ انٹرنیشنل کریمنل کورٹ میں فلسطینیوں کو سزائیں دینے کے لئے رجوع کیا جائے گا۔ یہ ایک طرح کی سنگین نوعیت کی کیفیت اور بد قسمتی ہے کہ بعض سپر پاورز اسرائیل کی پشت پر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ دنیا بھر میں انصاف کی اقدار کا تحفظ کر رہی ہیں۔ اس طرح وہ قبضے کے اسرائیلی بیانیے کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہیں۔ مزید یہ کہ بین الاقوامی سطح پر وہ فلسطینی کاز کی مخالفت کرتی ہیں۔ یہ پاورز چاہتی ہیں کہ اسرائیل کو ریاست اور قانون سے بالا تر رکھے رہیں اور اسرائیل کو کسی بھی سطح پر راہ فرار اختیار کرنے میں مدد دیتی رہیں۔

2. ہم ان تمام ممالک سے مطالبہ کرتے ہیں، بالخصوص امریکہ، جرمنی، کینیڈا اور برطانیہ ایسے ممالک ہیں جو انصاف کا ساتھ دینا چاہتے ہوں اور اپنی حیثیت بھی برقرار رکھنا چاہیں تو انہیں ان تمام جرائم کی مکمل اور آزادانہ تحقیقات کا ساتھ دینا چاہیے جن کی مدد سے انٹرنیشنل کریمنل کورٹ اپنا کام صحیح طور پر انجام دے سکے گی۔

3. انصاف کا ساتھ دینے سے متعلق ان ملکوں کے مشکوک رویے کے باوجود، ہم اس معزز عدالت کے پراسیکیوٹر سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ فوری طور پر غزہ تشریف لائیں اور خود دیکھیں کہ بین الاقوامی قانون کس برے طریقے سے وہاں پامال کیا جا رہا ہے وہ دور بیٹھے ان پامالیوں کا مشاہدہ نہیں کر سکیں گے۔ اسرائیلی پابندیاں انہیں ایسا کرنے ہی نہیں دیں گی۔

4. بین الاقوامی عدالت انصاف کو دسمبر 2021 میں جنرل اسمبلی نے ایسی تحقیقات کے لیے کہنا چاہا کہ دیکھا جائے کہ فلسطینی علاقوں پر غاصبانہ اور ناجائز اسرائیلی قبضے کے کس نوعیت کے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور قانون کیا کر سکتا ہے تو انہی چند ممالک نے، جو اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں، اس قرارداد کو مسترد کر دیا حالانکہ 100 سے زیادہ ممالک نے قرارداد کی حمایت کی تھی۔ قرارداد کی حمایت کرنے والوں میں انہی ممالک میں سرگرم حقوق انسانی کے ادارے اور تنظیمات بھی شامل تھیں۔ ان سب کا کہنا تھا کہ اسرائیلی مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے اور یورپی ممالک کی عدالتوں میں پیش کیا جائے۔ عالمی دائرہ قانون کی موشگافیوں کے ذریعے اس امر کو فوقیت دے دی گئی کہ جرائم کے مرتکب افراد کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور انہیں کچھ نہ کہا جائے۔

5. سات اکتوبر کے واقعات کو انہی کے پس منظر میں وسیع کینوس پر دیکھا جائے۔ اس مقصد کے لیے ان تمام کوششوں کو بھی سامنے رکھا جائے جو نو آبادیات اور قبضے کے خاتمے کے لیے عصری طور پر کی گئی ہیں۔ جدوجہد کے ان تجربات سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ قابض نے جس درجہ کا ظلم روا رکھا گیا ہے، اس کا جواب مقبوض لوگوں کی طرف سے بھی آنا تسلیم کیا جائے۔

6. فلسطینی عوام کے ساتھ ساتھ تمام آزاد اقوام یہ بجا طور پر محسوس کرتی ہیں کہ اسرائیلی جرائم کی پشت پناہی کرنے والی حکومتیں ایک بیانیہ کے طور پر کام کر رہی ہیں۔ انھوں نے اپنی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ رکھی ہے اور انہیں ہونے والے جرم دکھائی نہیں دے رہا۔ یہ حکومتیں بخوبی آگاہ ہیں کہ تنازعہ کی اصل بنیاد کیا ہے؟ وہ فلسطینیوں کو ان کے دیرینہ حق استصواب سے محروم رکھتے ہوئے انہیں وقار اور آزادی سے اپنی سرزمین پر زندہ رہنے کا حق نہیں دینا چاہتیں۔ یہ حکومتیں اس امر کو بھی خاطر میں نہیں لانے کو تیار ہیں کہ غزہ کے عوام کو گذشتہ 17 سالوں سے مسلسل ناکہ بندی اور فوجی محاصرے میں زندگی جیسے تیسے گزارنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسرائیلی جیلوں میں بے گناہ فلسطینیوں کو قابل رحم حالتوں میں رکھا جا رہا ہے۔ یہ ایسے حالات میں قید رکھے گئے ہیں جو حقوق انسانی سے سرا سر محروم ہیں۔

7. ہم دنیا بھر کے تمام مذاہب، نسلوں اور پس منظر کے حامل افراد سے برملا کہتے ہیں کہ وہ ان ممالک کے دارالحکومتوں، بڑے شہروں اور مراکز میں ایک آواز ہو کر اسرائیلی جرائم اور فلسطینی قتل عام کی مذمت میں باہر نکلیں۔ وہ فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے اور ان کے منصفانہ عزم کے لیے اپنی حمایت کا اظہار کریں۔

چہارم

حماس کو جانیے؛ دنیا سے اپیل

1. حماس کیا ہے؟ یہ فلسطینیوں کی اسلامی قومی تحریک ہے جو آزادی اور مزاحمت کے لیے سرگرم ہے۔ اس کا مقصد فلسطین کو آزاد کرانا اور صہیونی پراجیکٹ کا سامنا کرنا ہے۔

حماس کا دائرہ عمل اسلام ہے۔ اسلام ہی اس کے اصولوں، مقاصد اور طریقوں کو ترتیب دیتا ہے۔ حماس کسی بھی انسان کی بلاوجہ ہلاکت کی مخالفت کرتی ہے۔ وہ قوم پرستی، فرقہ وارانہ یا مذہبی بنیادوں پر کسی مرد یا عورت کے حقوق سلب کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

2. حماس تصدیق کرتی ہے کہ صہیونی پراجیکٹ کے خلاف وہ برسرپیکار ہے۔ وہ کسی بھی یہودی یا یہودی مذہب کی مخالف نہیں ہے۔ وہ یہودیوں کے خلاف بھی کسی طرح کی جدوجہد کی حامی نہیں ہے۔ جو بھی یہودی ہے، وہ جنگ کا ہدف نہیں۔ حماس صہیونیوں کی مخالف ہے، جو فلسطین پر قابض ہیں۔ یہ صہیونی ہی ہیں جو یہودیت اور یہودیوں کو اپنے نوآبادیاتی عزائم کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ ایک غیر قانونی اقدام ہے۔

3. فلسطینی عوام ہمیشہ ظلم، ناانصافی اور شہریوں کے قتل عام کے خلاف سینہ سپر رہے ہیں، وہ ایسے غیر انسانی اقدامات ہر کسی کے خلاف روا رکھے جانے کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ اپنے دین اور اخلاقی اقدار کی بنیاد پر ان حالات کی بھی مذمت کی ہے جو نازی جرمنی میں ان کے خلاف روا رکھے گئے تھے۔ ہم باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہودی مسئلہ دراصل یورپی مسئلہ ہے، جبکہ عرب اور اسلامی ماحول تاریخی اعتبار سے بھی یہودی عوام کے لیے محفوظ پناہ گاہ رہا ہے۔ عرب اسلامی ماحول میں مسلمان اور یہودی ساتھ ساتھ رہتے رہے ہیں۔ ان میں ثقافتی رابطے اور مذہبی آزادیاں بحال رہی ہیں۔ موجودہ تصادم کی وجہ صہیونی جارحانہ رویے ہیں۔ مغربی نوآبادیاتی آقا ان کے اتحادی ہیں۔

ہم مغرب میں یہودیوں کی مشکلات کا استحصال کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں۔ وہ اس استحصال کو فلسطینیوں سے عدم انصاف کی وجہ بتاتے ہیں جو حقیقت سے صرف نظر کرنے کا کام ہے۔

4. 4. ہم اس امر پر زور دیتے ہیں کہ بیرونی قبضے کی مزاحمت کا حق ہمیں حاصل ہے۔ اس کی حمایت تمام اقدار، آسمانی مذاہب، بین الاقوامی قوانین سب دیتے ہیں کہ مقبوض قوم کو مزاحمت کے جائز ذرائع استعمال کرنے کا جائز حق ہے۔ جنیوا کنونشن کے پہلے پروٹوکول اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق ہمیں اپنی آزادی اور قبضے سے نجات کے لیے جدوجہد کا ہر حق حاصل ہے۔

5. جنرل اسمبلی کی 22 نومبر 1974ء کو 29ویں اجلاس میں قرار داد نمبر 3236 کے ذریعہ یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ فلسطینیوں کا ناقابل تنسیخ حق ہے، انہیں فلسطین میں خود ارادیت بھی حاصل ہے۔ وہ اپنے وطن اور سرزمین کی جانب محفوظ واپسی کا بھی حق رکھتے ہیں۔ وہ ان گھروں اور زمینوں پر واپس جا سکتے ہیں، جہاں سے انہیں جبری طور پر بے دخل کیا گیا تھا۔

6. ہمارے ثابت قدم فلسطینی عوام اور ان کی مزاحمت نے ایک بے مثال جنگ کا آغاز اس لیے کیا ہے کہ وہ اپنی سرزمین کا دفاع کر سکیں۔ طویل ترین نوآبادیاتی نظام اور ظالمانہ قبضے کے خلاف جدوجہد کریں۔ فلسطینی عوام کو ایسی اسرائیلی جارحیت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے دوران میں ان پر خوفناک جرائم کے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ان میں شہریوں کو تاک تاک کر نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ان میں بچوں اور عورتوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ غزہ پر جارحیت کے اس عمل میں اسرائیلی فوجوں نے ہمارے عوام کو بنیادی ضروریات زندگی، غذا، پانی، ادویات اور ایندھن کے حصول کے انسانی تقاضوں سے یکسر محروم کر دیا ہے۔ انہیں کسی بھی ذریعہ سے زندگی بسر کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ اس دوران میں اسرائیلی جنگی طیارے وحشیانہ بمباری کر رہے ہیں، اسی طرح غزہ کا سارا بنیادی انسانی ڈھانچہ تباہ کر دیا گیا ہے۔ نجی عمارتوں کو ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ سکول، کالج، یونی ورسٹیاں، مساجد، گرجا گھر اور ہسپتال تباہ کر دیے گئے ہیں۔ یہ تباہی بتا رہی ہے کہ اصل میں ایجنڈا صرف ایک ہی ہے کہ مکمل نسلی صفائی سے فلسطینیوں کو غزہ سے بالکل بے دخل کر دیا جائے۔ اس کے باوجود اسرائیل کے پشتی بان کچھ نہیں کر رہے، وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہے اور بڑے سکون سے ہمارے عوام کا قتل عام دیکھ رہے ہیں۔

7. اسرائیل ان حملوں کے لیے سیلف ڈیفنس کا بہانہ مسلسل تراش رہا ہے۔ یہ مسلسل جھوٹ اور دروغ گوئی کا بہانہ ہے۔ محض دھوکہ سے اور حقائق پر پردے ڈالنے کی دیرینہ حکمت عملی ہے۔ اسرائیل کو اپنے جرائم چھپانے کا قطعی کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ 2004ء میں بین الاقوامی عدالت انصاف نے اس امر پر اپنی رائے دی تھی کہ مقبوضہ فلسطینی سرزمین پر دیوار کی تعمیر کے اسرائیلی اقدام کے کیا قانونی اثرات ہو سکتے ہیں۔ کورٹ نے کہا تھا کہ اسرائیل ایک ظالمانہ قابض قوت ہے۔ وہ محض سیلف ڈیفنس کا سہارا لے کر فلسطینی سرزمین پر ایسی دیوار تعمیر نہیں کر سکتا۔ مزید براں بین الاقوامی قانون میں غزہ تا حال مقبوضہ خطہ ہے۔ اس لیے اس پر جارحیت کے ارتکاب کی وجوہات بے بنیاد ہیں۔ ان میں کوئی قانونی پہلو نہیں ہے۔ یہ جارحیت کسی بھی طرح سے سیلف ڈیفنس کی آڑ میں روا رکھی نہیں جا سکتی۔

پنجم
وقت کی ضرورت

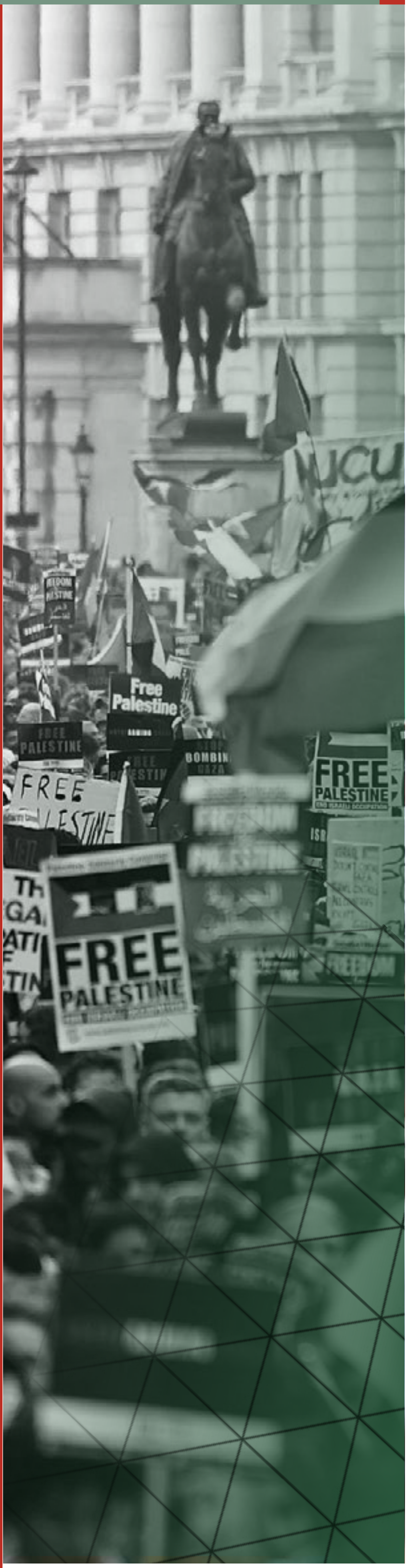

قبضہ ہر حال میں قبضہ ہے، اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ اسے کس طرح بیان کیا جاتا ہے یا کیا نام دیا جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ ایسا ہتھکنڈہ ہی رہے گا جس کا مقصد لوگوں کو دبانا اور ان کی آزاد مرضی کو کچلنا ہے۔ دوسری طرف نگاہ ڈالیں تو قبضہ اور نو آبادیات جو چاہے کر لیں افراد اور اقوام نے ہمیشہ ان سے آزادی کا راستہ ہی چنا ہے۔ کیا کسی قوم نے جدوجہد، مزاحمت یا قربانی کے بنا بھی قبضے سے نجات حاصل کی ہے؟

انسانی بنیاد ہو، اخلاقی اور قانونی حوالے ہوں، اقوام عالم نے ہمیشہ فلسطینی مزاحمت کی حمایت کی ہے۔ اس کی مخالفت کا راستہ پسند نہیں کیا۔ ان کا کردار یہی رہا ہے کہ وہ قابض قوت کے جرائم اور جارحیت کے مقابلے میں کھڑی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے فلسطینی عوام کی جدوجہد میں اس اصول کے تحت ساتھ دیا ہے کہ انہیں اپنی سرزمین آزاد کرا کے وہاں آباد ہونا ہے۔ انہیں یہ ہر صورت اپنے حق رائے دہی کو استصواب کی صورت استعمال کرنا ہے۔ یہی عالمی اقوام کا طرز رہا ہے۔

ان حقائق کے پیش نظر ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ:

1. غزہ پر جاری اسرائیلی جارحیت فوری طور پر ختم کی جائے۔ یہ جنگ کی صورت غزہ کی پوری آبادی کے خلاف بلا روک جاری ہے۔ تمام کراسنگز کو کھولا جائے تاکہ ہر قسم کی امداد انسانی بنیادوں پر داخل ہو، اس میں تعمیراتی آلات کو بھی آنے دیا جائے۔

2. فلسطینی عوام سے کیے جانے والے بہیمانہ سلوک کا ذمہ دار براہ راست اسرائیلی قبضے کو ٹھہرایا جائے۔ ان جرائم کا اسے جواب دہ قرار دیا جائے جو اس نے معصوم لوگوں کے خلاف کیے۔ بنیادی ڈھانچے کی وسیع ترین تباہی، ہسپتالوں کو زمین بوس کرنے اور تعلیم کی سہولتوں کو ملیامیٹ کرنے کے جرائم، مساجد اور گرجا گھروں کی تباہی ان اقدامات کا نتیجہ ہے۔

3. فلسطینی مزاحمت کو اس کی سپورٹ کے ساتھ اسرائیلی قبضے کے خلاف جائز حق کے طور پر تسلیم کیا جائے اور بین الاقوامی قانون و اصول اسے آزادی و نجات کی مزاحمت قرار دیں۔

4. ہم دنیا بھر کی اقوام اور انسانوں سے مطالبہ کرتے ہیں، بالخصوص ان اقوام سے کہتے ہیں، جو کبھی نو آبادیات کے تسلط میں رہی ہیں۔ انہیں فلسطینی تکالیف کا احساس دلائیں۔ دنیا کی قوتوں اور ممالک نے اسرائیل کی پشت پناہی کے لیے جو طرز عمل اختیار کیے ہیں، وہ ان کے دوہرے معیار کا پتہ دیتے ہیں۔ ہم ان اقوام سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ فلسطینی عوام کے ساتھ مکمل یکجہتی کی عالمگیر مہم کا آغاز کیا جائے۔ انصاف اور برابری کے اصولوں کی پاسداری کی جائے۔ لوگوں کے اس حق کی حمایت کی جائے کہ وہ مکمل آزادی اور وقار کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

5. سپر پاورز، بالخصوص امریکہ، برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک صہیونیت کو جوابدہ ہونے سے بچانے کے لیے اپنی جملہ کوشش اور سپورٹ ترک کریں۔ اس کے ساتھ قانون سے بالاتر ریاست کا سلوک ختم کریں۔ ان ممالک کا رویہ اب تک غیر منصفانہ رہا ہے۔ ان کی وجہ سے ہی اسرائیل نے 75 برسوں سے فلسطین پر اپنا قبضہ جاری رکھا ہے۔ وہاں کی سرزمین اور مقدس مقامات کی پامالی کر رہا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ خطۂ ارضی پر موجود یہ ممالک آج گزرے کل اور مستقبل میں بھی اس حمایت کو ترک کریں۔ یہ ممالک بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کی قبضے کے خاتمے کے لیے منظور کردہ قراردادوں کا احترام کریں۔

6. ہم واضح الفاظ میں خبردار کرتے ہیں کہ کسی بھی ایسی بین الاقوامی یا اسرائیلی کوشش کو کسی صورت میں کامیاب ہونے نہیں دیں گے جس سے غزہ کے مستقبل کا ایسا فیصلہ کرنا ہو جو قبضے کو طوالت دے۔ ہم فلسطینی عوام پر زور دیتے ہیں کہ ہم بہ حیثیت قوم یہ صلاحیت رکھتے ہیں کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔ ہم اپنے داخلی امور خود طے کریں گے۔ دنیا کی کوئی پارٹی یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ ہماری سرپرستی کی آڑ میں ہم پر مسلط ہو جائے یا اپنے طور پر ہمارے مستقبل کا کوئی فیصلہ کرے۔

7. ہم خبردار کرتے ہیں کہ اسرائیل ایک مرتبہ پھر فلسطینی آبادی کے جبری انخلاء ۔ نکبہ ۔ کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ ہم ایسی تمام کوششوں کو مسترد کرتے ہیں۔ 1948ء کے نکبہ کے بعد یہ دوسرا نکبہ برپا کرنے کی کوشش کی ہم مذمت کرتے ہیں، جس کا ارتکاب نہ صرف غزہ بلکہ مغربی کنارے سے بھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم زور دے کر کہتے ہیں کہ ایسی کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم سینائی یا اردن یا کسی اور سمت فلسطینی انخلاء ہونے نہیں دیں گے۔ فلسطینی صرف اپنے گھروں اور زمینوں کی طرف واپس جائیں گے جہاں سے انہیں 1948ء میں نکالا گیا تھا۔

8. ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ دنیا بھر سے عوامی دباؤ ڈالا جائے کہ قبضے کا خاتمہ ہو۔ ہم حالات کو اس طرح سے نارمل کرنے کے اقدامات کی مذمت کرتے ہیں کہ اسرائیل موجود رکھا جائے، اس طرح کے جامع بائیکاٹ پر توجہ دی جائے تاکہ اسرائیل کی پشت پناہی کرنے والوں کو ٹھوس پیغام دیا جائے۔

فلسطين

حركة المقاومة الإسلامية - حماس